سلسلہ تبلیغ
٥٩

تعداد
ایک ہزار

ورتل القرآن ترتیلا

علم تجوید و قراءت

کا

تاریخی ارتقاء

تحقیق و ترتیب

قاری رشید احمد تھانوی

ناشر

صفر المظفر
۱۴۲۰ھ

شعبہ نشر و اشاعت جامعہ دار العلوم الاسلامیہ
کامران بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور نمبر ۱۸

جون
۱۹۹۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم تجوید و قراءت کا تاریخی ارتقاء

مذاہب عالم میں کتب سماوی کو ایک منفرد مقام حاصل ہے اس لئے کہ ان کا ماخذ وحی الٰہی ہے۔ جس کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء ورسل کی ایک کثیر تعداد دنیا میں مبعوث فرمائی ان انبیاء پر وحی کا نزول ہوتا جو قوموں کی ہدایت ورہنمائی کا سبب بنتا۔ نزول وحی کا یہ سلسلہ نبی آخر الزمان حضرت محمد ﷺ پر ختم ہوا۔ اور آخری کتاب قرآن حکیم کی صورت میں امت محمدیہ کے لئے سرچشمہ ہدایت بنا۔ نزول قرآن سے قبل جو کتب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائیں انکا بیشتر حصہ دنیا میں محفوظ نہیں ہے یہ کتب سماوی جن زبانوں میں نازل ہوئیں وہ زبانیں آج مردہ ہو چکی ہیں نہ انکا کوئی عالم یا حافظ دنیا میں موجود ہے نہ ہی کوئی نسخہ اپنی اصلی حالت میں کہیں پایا جاتا ہے آج دنیا میں تورات وانجیل کے جو بھی نسخے ہیں وہ ترجمہ در ترجمہ ہیں اور ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل ہونے کی وجہ سے انکے اپنے اصلی حروف وکلمات قطعاً تبدیل ہو چکے ہیں، معانی ومفاہیم میں تغیرات آچکے ہیں ہر نیا ایڈیشن ترمیم واضافہ کیساتھ شائع ہوتا ہے۔

قرآن عربی

قرآن حکیم عربی میں نازل ہوا اور اسکو صرف اسی زبان میں اسی انداز میں باقی رکھا گیا جس میں وہ چندرہ صدی قبل نازل ہوا تھا۔ چنانچہ قرآن نے عربی زبان کو دوام بخش دیا اور اب عربی مسلمانوں کی مذہبی زبان بن گئی قرآن جہاں بھی گیا اپنے اصلی حروف کے ساتھ گیا ۔دنیا کے لاکھوں کروڑوں انسان قرآن کی تلاوت صرف اسی ایک زبان میں کرتے ہیں جس میں وہ نازل ہوا۔ عربی ایک زندہ زبان ہے اسکے بولنے، سمجھنے، لکھنے اور پڑھنے والے ساری دنیا میں موجود ہیں یہ زبان اپنے تلفظ اور ادا کے اعتبار سے ایک جامع اور مکمل زبان ہے۔ لغوی

نقائص وعیوب سے مبرا ہے اسکا اپنا ایک صوتی تاثر ہے۔

تلاوت قرآن

قرآن حکیم زمانہ نزول سے لیکر آج تک مسلسل پڑھا پڑھایا جارہا ہے اسکے علوم کی ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ جس میں امت کے اکابر علماء گراں مایہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں اسکے پڑھنے کا ایک خاص اسلوب ہے۔ جسے تلاوت کہا جاتا ہے۔

اسکے لکھنے کا ایک منفرد انداز ہے جس کو رسم عثمانی کہتے ہیں۔ تلاوت قرآن کے جو اصول وقواعد ہیں انکو تجوید کہتے ہیں اس لفظ کے لغوی معنی 'عمدہ کرنے اور کھرا کرنے کے ہیں ،یعنی خوب عمدہ کر کے پڑھنا تجوید سے پڑھنا کہلاتا ہے حدیث میں آتا ہے۔عن البراء بن عازبؓ قال قال رسول اللہﷺ زینوا القرآن باصواتکم۔(رواہ احمدوابوداود)

قرآن کو اچھی آواز کیساتھ زینت دیکر پڑھو۔ خود نبی کریم ﷺ کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھنے کا حکم دیا گیا سورہ مزمل میں ترتیل کے ساتھ تلاوت قرآن کا واضح حکم موجود ہے۔

ایک حدیث میں ہے،عن زید بن ثابتؓ ان رسول اللہﷺ قال ان اللہ یحب ان یقرأ القرآن کما انزل (لطائف الاشارات) بلاشبہ اللہ تعالیٰ پسند فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کو اسطرح پڑھا جائے جس طرح نازل ہوا۔

نزول قرآن کس طرح ہوا

سورہ بنی اسرائیل میں ارشاد باری ہے۔

وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا۔

قرآن کریم ہم نے جدا جدا کر کے اتارا تاکہ لوگوں کو وقفہ کیساتھ تم اسکو پڑھا سکو اور ہم نے اسکو تدریجاً اتارا۔ ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا "لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ ان علینا جمعہ وقرآنہ" (القیامہ) (اے نبی آپ اپنی زبان کو حرکت نہ دیں تاکہ اس

کو جلدی حاصل کر سکیں، اس کا جمع کرنا اور اس کا پڑھوا دینا ہماری ذمہ داری ہے۔)

قرآن کو ترتیل سے پڑھنے کا حکم، سورۃ المزمل میں ارشاد باری ہے "و رتل القرآن ترتیلا"۔ (قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھو)۔ ایک حدیث میں حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو یہ پسند کرتا ہے کہ وہ قرآن کو ہو بہو اسی طرح پڑھے جس طرح وہ اتارا گیا ہے تو اسکو چاہیئے کہ وہ عبداللہ بن مسعودؓ کی قراءت کے مطابق پڑھے۔ (مسند احمد) یاد رہے کہ عبداللہ بن مسعودؓ تجوید القرآن کا وافر حصہ عطا کیے گئے تھے۔ وہ حسن صوت اور ترتیل کے ساتھ تلاوت فرماتے تھے۔

علم تجوید کی تاریخی حیثیت

عرب چونکہ اہل زبان تھے۔ قرآن پاک انہی کی زبان میں نازل ہوا تھا اس لئے انہیں تلاوت قرآن میں کوئی خاص دشواری پیش نہیں آتی تھی۔ حروف کی ادائیگی انکے لئے آسان تھی مخارج اور صفات پر انکو قدرت حاصل تھی اسلئے ابتداء زمانہ میں قواعد تجوید مدون شکل میں موجود نہ تھے بلکہ سینہ بسینہ قرآن کی تلاوت منتقل ہوتی رہی۔ اور ہر شخص قرآن کی تلاوت اسی طرح کرتا جسطرح انکو سکھایا جاتا لیکن جب اسلام سرزمین عرب سے باہر نکلا اور اسلام کی دعوت عجمیوں کے سامنے آئی، فارس اور روم کے لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو عرب و عجم کے میل جول سے اس بات کا شدت سے تقاضا ہونے لگا کہ تجوید کے مسلمہ اصولوں کو باقاعدہ مدون کیا جائے تاکہ قرآن کی تلاوت عجمیوں کیلئے بھی اسی طرح آسان ہو جائے جس طرح عربوں کیلئے آسان تھی چنانچہ دوسری صدی ہجری میں امام خلیل ابن احمد الفراہیدی نے حروف کے مخارج و صفات کو بیان کیا انکے بعد امام سیبویہ، امام فراء وغیرہ نے اس کام کو آگے بڑھایا۔ ایک قول کے مطابق علم تجوید میں سب سے پہلی کتاب ابو عبید القاسم بن سلام (المتوفی ۲۲۴ھ) نے لکھی۔

علم تجوید میں پہلا قصیدہ

علم تجوید میں سب سے پہلا قصیدہ، موسیٰ بن عبید اللہ ابو مزاحم الخاقانی نے لکھا، جو ۵۱ اشعار پر مشتمل ہے اور حال ہی میں مدینہ منورہ سے شائع ہوا ہے۔ اس قصیدہ کی امام ابو عمرو الدانی المتوفی ۴۴۴ھ نے مفصل شرح لکھی ہے۔ جس کے مخطوط نسخے مکتبہ رام پور (انڈیا) اور آئر لینڈ کی لائبریری میں موجود ہیں۔ تجوید میں دوسرا قصیدہ ابو الحسن (الملطی) المتوفی ۳۷۷ھ کا ہے جس میں ۵۹ اشعار ہیں اور وہ ابو مزاحم خاقانی کے قصیدہ پر تجوید کے قواعد میں مزید توضیح و تفسیر بیان کرتا ہے۔

چوتھی صدی ہجری میں بہت سے قراء نے کمال شہرت پائی ان میں ابو بکر آجری المتوفی ۳۶۰ھ، ابراہیم الشنبوذی المتوفی ۳۸۸ھ طاہر ابن غلبون اور ابو الفتح فارس ۴۰۱ھ کے نام نمایاں ہیں۔ (موخر الذکر دونوں حضرات امام القراءات ابو عمرو الدانی المتوفی ۴۴۴ھ کے مشہور اساتذہ ہیں)۔ چوتھی صدی کے ائمہ تجوید و قراءت میں امام ابو محمد مکی ابن ابی طالب القیسی کو ایک منفرد مقام حاصل ہے انہوں نے علم تجوید و قراءت میں ۸۰ سے زائد کتب و رسائل تصنیف فرمائے۔ علم تجوید پر سب سے پہلی مفصل کتاب الرّعایہ انہی کی تصنیف ہے جس میں وہ خود لکھتے ہیں کہ میں نے ۳۹۰ھ میں تجوید کے قواعد پر کتاب لکھنے کا ارادہ کیا مگر تلاش بسیار کے باوجود میں تجوید پر کسی ایسی تالیف کو پانے میں ناکام رہا جو میرے لئے معین و مددگار ثابت ہو چنانچہ تیس سال کی کوشش کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی تکمیل کی توفیق عطا فرمائی۔

چوتھی صدی ہجری کے اواخر میں امام ابو عمرو الدانی کی ولادت ہوئی۔ الدانی نے علم تجوید و قراءت کی اشاعت میں نمایاں مقام حاصل کیا آج دنیا میں جتنے بھی لوگ علم تجوید و قراءت میں کوئی مقام رکھتے ہیں وہ سب الدانی کے خوشہ چیں ہیں۔ ابو عمرو الدانی نے اس فن کو کمال درجہ عروج عطا کیا انہوں نے فن تجوید و قراءت پر بہت سی کتب لکھیں۔

علم التجوید

امام ابو عمرو الدانی کی تصانیف کا تعارف کرانے سے قبل مناسب ہو گا کہ ہم ذرا تفصیل سے اس بات پر روشنی ڈالیں کہ تجوید اور قراءت میں کیا فرق ہے۔؟

تجوید مصدر ہے اور کسی کام کی عمدگی اور خوبی پر بولا جاتا ہے اور اسکی ضد الرداءۃ ہے اردو میں بھی جید اور ردی کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ پس تجوید کے معنیٰ ہوں گے حروف کی ادائیگی میں انتہائی اعلیٰ درجہ تک رسائی حاصل کرنا، تحسین صوت اور تزئین حروف میں درجہ کمال کو پہنچ جانا یعنی ہر حرف کو اسکے مخارج وصفات کی رعایت کرتے ہوئے عمدگی سے ادا کرنا جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ پر نازل فرمایا ہے چنانچہ "تجوید" حروف کی خوبصورتی کا نام ہے جو خالصۃً سماعی ہو جیسے صحابہ کرامؓ نے حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے بالمشافہ سن کر نقل کیا ہے نہ اسمیں افراط و تفریط ہے نہ اسمیں تکلف و تصنع ہے۔ پس تجوید کا تعلق حروف کی ادائیگی سے ہے۔ حروف کی ادا سے متعلق جو قواعد و ضوابط بیان کیے جائیں انکو تجوید کہتے ہیں۔ جیسے حروف کے مخارج اور صفات۔ حروف کو ادا کرتے وقت موٹا یا باریک کرنا کسی حرف کو لمبا کرنا یا نہ کرنا یعنی مد کرنا یا نہ کرنا۔ ایسے ہی غنہ اور اخفا کرنا وغیرہ۔

ان قواعد کی رعایت کیساتھ قرآن پاک کی تلاوت کے چار طریقے معروف ہیں۔

تحقیق، ترتیل، تدویر، حدر۔ خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا تحقیق اسکے بعد ترتیل ہے پھر تدویر ہے اور حدر روانی کیساتھ پڑھنے کو کہتے ہیں۔

علم القراءات

قراءت اس علم کو کہتے ہیں جس سے کلمات قرآنیہ میں قرآن حکیم کے ناقلین کا وہ اتفاق اور اختلاف معلوم ہو جو آنحضرت ﷺ سے سن لینے کی بنا پر ہے۔ مثلاً حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ہشام ابن حکیم کو سورہ فرقان دوسری طرح پڑھتے ہوئے سنا تو پوچھا

۔ یہ سورۃ تم نے کس سے پڑھی ہے ہشام نے کہا نبی کریم ﷺ سے۔ میں انکو خدمت اقدس ﷺ میں لے گیا اور واقعہ عرض کیا آپ ﷺ نے دونوں سے سنا اور فرمایا اسی طرح نازل ہوا ہے اور فرمایا کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے۔ جو آسان ہو اس پر پڑھو۔ بخاری، مسلم اور دیگر محدثین نے (سبعة احرف) سات حروف کی روایت کو بالتواتر نقل کیا ہے۔

سبعة احرف کے معنی میں بہت سے اقوال ہیں جن میں سے محقق ابن الجزری کا قول ہے کہ اس سے لفظی اختلاف اور ادائی تغیر و تبدل کی سات وجوہ مراد ہیں۔ بعض نے اس سے سات لغات مراد لی ہیں۔ ابن الجزری کے قول کی روشنی میں سات قسم کے تغیرات یہ ہیں۔

۱۔ حرکات میں تغیر ہو لفظ کے معنی اور صورت رسم وہی رہے۔ جیسے قَرْحٌ، قُرْحٌ۔

۲۔ حرکات اور معنی میں تغیر ہو اور صورت رسم وہی رہے۔ جیسے اخَذَ، اخِذَ۔

۳۔ حروف اور معنی میں تغیر ہو صورت رسم وہی رہے۔ جیسے تَبلوا، تَتلوا۔

۴۔ معنی میں تغیر نہ ہو حرف اور صورت بدل جائے۔ جیسے الصراط، السراط۔

۵۔ حروف، معنی اور صورت تینوں میں تغیر ہو۔ جیسے یَأتَلِ یَتَأَلَّ۔

۶۔ تقدیم اور تاخیر کا تغیر ہو۔ جیسے وقاتَلوا وقُتِلوا ، وقُتِلوا وقاتَلوا۔

۷۔ حروف کی کمی زیادتی۔ جیسے وسارِعوا ، سارِعوا۔

مذکورہ بالا تمام تغیرات قراءت متواترہ سے ثابت ہیں۔ اور حضور اکرم ﷺ سے براہ راست قراءت پڑھنے والے صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں۔ انکو سند متصل کے ساتھ نقل کرنے والے ائمہ قراءت کی تعداد کثیر ہے جن میں سے دس ائمہ کی قراءات متواترہ ہیں۔ انکے اسمائے گرامی یہ ہیں ۱۔امام نافع مدنی ۲۔امام ابن کثیر مکی ۳۔امام ابو عمرو بصری ٤۔امام عبداللہ ابن عامر شامی ٥۔امام عاصم کوفی ٦۔امام حمزہ کوفی ۷۔امام کسائی کوفی ۸۔امام ابو جعفر مدنی

۹۔امام یعقوب بصری ۱۰۔امام خلف بن ہشام بغدادی۔

ہر قاری کی قراءت اور ہر راوی کی روایت حضور اکرم ﷺ تک سند کیساتھ متصل ہے

یہی قراءات عشرہ متواترہ ہیں انکو علماءِ قراءت نے کتابوں میں مدون کیا ہے چنانچہ ابو عمرو الدانی نے ان میں سے سات قراءات کو اپنی کتاب التیسیر میں بیان کیا ہے۔ آیئے اب ہم ابو عمرو الدانی کی دیگر تصانیف پر ایک نظر ڈالیں۔ التیسیر کے علاوہ ابو عمرو الدانی کی جامع البیان، المقنع، المحکم، البیان فی عد آی القرآن وغیرہ بہت مشہور ہوئیں انہوں نے سو ۱۰۰ سے زیادہ کتب تالیف فرمائیں۔

پانچویں صدی میں قراءت کی امامت کا شرف آپکو حاصل رہا آپ کے دور میں نہ کوئی آپکا ہمسر تھا نہ بعد میں کوئی ایسا پیدا ہوا۔ ابو عمرو الدانی نے اپنی کتاب جامع البیان میں پانچ سو طرق و روایات کو درج کیا ہے۔ اپنے بارے میں خود فرماتے ہیں۔ میں نے جو دیکھا اسے لکھ لیا جو لکھا وہ یاد ہو گیا اور جو یاد ہوا اسے کبھی نہیں بھولا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں کہ قراءت کی تحقیق و اتقان آپ پر ختم ہے بعد کے لوگ آپ کے مقلد ہیں اور آپ کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں پانچویں صدی ہجری میں اور بھی بہت سے لوگوں نے تجوید و قراءت پر کام کیا ان میں نیشاپور کے امام یوسف بن علی بن جبارہ الھذلی کی تصنیف الکامل علوم تجوید و قراءت کا ایک حسین شاہکار ہے جو کہ مخطوط شکل میں ہے اس صدی میں لن شرح کی الکافی اور ابو معشر طبری کی تلخیص فی الثمان مشہور ہوئی۔

چھٹی صدی ہجری کے آسمان پر قراءت کا جو آفتاب طلوع ہوا اسکا نام ابو القاسم بن فیرُہ الشاطبی ہے۔ آپ ۵۳۸ھ میں قصبہ شاطبہ میں نابینا پیدا ہوئے بلا کے ذہین تھے۔ تجوید و قراءت میں ابو عمرو الدانی کی تصانیف حفظ کر لی تھیں۔ حدیث و تفسیر و فقہ و لغت پر امامت کا مرتبہ رکھتے تھے ۵۷۲ھ میں مصر میں مدرسہ فاضلیہ میں شیخ الاقراء مقرر ہوئے علامہ الدانی کی التیسیر کو ۱۱۷۳ اشعار میں قصیدہ لامیہ میں منظوم کیا جسمیں قراءات سبعہ کی تمام وجوہ متواترہ کو جمع کر دیا ہے۔ (یہ کتاب الشاطبیہ کے نام سے مشہور ہے)

اور قصیدہ رائیہ میں علم الرسم کے وہ تمام قواعد جو ابو عمرو الدانی نے اپنی تصنیف المقنع میں بیان کیے، علامہ شاطبی نے منظوم کر دیے اسی طرح الدانی کی البیان جو کہ عدد آیت

القرآن میں ہے اسکو ناظمۃ الزھر نامی قصیدہ میں اشعار کی زبان میں سہل کر دیا۔

امام شاطبی کے تینوں قصائد نے اس قدر شہرت پائی کہ لوگ ان سے پہلی تمام کتابوں کو چھوڑ کر انکے قصائد کے ذریعہ علم تجوید و قراءت کو اپنے سینوں میں محفوظ کرنے لگے۔آج دنیا بھر میں تجوید و قراءت کے تمام جامعات و مدارس کے نصاب میں قصائد شاطبی شامل نصاب ہیں امام شاطبی کے قصیدہ لامیہ کو جو کہ سات قراء توں میں ہے بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی ہے اس قصیدہ کی ۱۰۰ سے زیادہ شروح لکھی جا چکی ہیں۔شراح شاطبی میں جلال الدین سیوطی، ملا علی قاری، علم الدین سخاوی، ابو شامہ اور جعبری جیسے ائمہ قراءت کا نام سر فہرست ہے بر صغیر ہندو پاک میں بھی اس کتاب کو تجوید و قراءت کے نصاب میں مرکزیت حاصل ہے اسکی اردو میں بھی کئی شروح لکھی جا چکی ہیں ساتویں صدی میں امام شاطبی کے شاگردوں کا دور دورہ رہا آپ کے شاگرد امام علم الدین سخاوی نے الوصید فی شرح القصید کے علاوہ فن تجوید اور وقف وابتدا پر جمال القراء میں مفصل بحث کی ہے۔سخاوی نے شاطبی کی الرائیہ کی شرح الوسیلہ کے نام سے لکھی ہے اس زمانہ میں ابو شامہ نے ابراز المعانی لکھی۔ابو شامہ کا شمار جلیل القدر علماءِ شام میں ہوتا ہے۔اسی زمانہ میں امام موصلی نے شاطبی کی شرح کنز المعانی لکھی جو شرح شعلہ کے نام سے معروف ہے۔

آٹھویں صدی ہجری میں امام ابراہیم جعبری نے قصائدِ شاطبی پر تحقیقی کام کیا۔لامیہ کی شرح کنز المعانی جو کہ شرح جعبری کے نام سے معروف ہے دو ضخیم جلدوں پر مشتمل کتاب تصنیف فرمائی اور الرائیہ کی شرح جمیلہ بھی لکھی ان کے علاوہ قراءات ثلثہ پر ایک منظوم قصیدہ النہج الدمانہ فی القراءات الثلثہ لکھا پھر خود ہی اسکی شرح لکھی جس کا نام خلاصۃ الابحاث رکھا دونوں میں قراءات عشرہ پر مفصل بحث کی گئی ہے۔

آٹھویں، نویں صدی ہجری کو تاریخ قراءات میں ایک حسین دور سے یاد کیا جاتا ہے۔ ۷۵۱ھ کے رمضان کی پچیسویں شب، لیلۃ القدر میں شام کے شہر دمشق میں امام التجوید

والقراءۃ محمد بن محمد الجزری کی ولادت ہوئی ابن الجزری نے حفظ قرآن کے بعد علوم دینیہ کی تکمیل کی اور قراءات کی تعلیم حاصل کی۔ پہلے شام کے علماء سے قراءات پڑھیں پھر مصر گئے قاہرہ اور اسکندریہ کے مشائخ سے قراءات پڑھیں۔ صرف قراءۃ کے اساتذہ چالیس سے زیادہ ہیں تمام اساتذہ سے سند اجازت حاصل کی۔ علم تجوید و قراءت میں آپ محقق مانے جاتے ہیں آپ کے بعد تاریخ اسلام آپ جیسا جوہر نامدار دوبارہ پیدا نہ کر سکی ابن الجزری نے علوم القرآن پر بیش بہا تصانیف مرتب فرمائیں قراءات کی صحت سند پر محققانہ روشنی ڈالی۔

کسی قراءت کی یا کسی روایت کی صحت میں ذرہ برابر بھی اگر کہیں شبہ ہوا ہے اور تحقیق سے اسکا تواتر ثابت نہ ہو سکا تو اس کو قراءات سے خارج کر دیا ہے اسکی تلاوت کو ممنوع قرار دیدیا کہ یہ معیار تواتر پر پوری نہیں اترتی اسی طرح وہ تمام قراءات جو گوشہ گمنامی میں چلی گئی تھیں انکو تحقیق سے ثابت کیا اور مشائخ سے گھر گھر جا کر اپنی سند کو ان سے متصل کیا اور انکے تواتر کو قائم کیا اور جن قراءات کا تواتر ثابت نہ ہو سکا ان کو شاذ قرار دیدیا۔

ابن الجزری نے ابتدا جوانی سے ہی تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا تھا۔ انکی سب سے پہلی کتاب التمہید ہے جو علم تجوید میں ایک بہترین رسالہ ہے۔ اور مقدمۃ الجزری کے نام سے قواعد تجوید پر منظومہ مکمل کیا۔ ابن الجزری نے امام شاطبی کے قصیدہ لامیہ کے طرز پر ایک قصیدہ لکھا جو شاطبی کے قصیدہ کا تکملہ قرار دیا جسمیں سات قراءات متواترہ کے ساتھ تین مزید قراءات کو ملا کر دس قراءات مکمل کر دیں اس قصیدہ کا نام الدرہ المضیہ رکھا گیا۔ ان کے علاوہ ایک ہزار اشعار پر مشتمل ایک اور قصیدہ الطیبہ کے نام سے قراءات عشرہ میں لکھا ہے۔ ایک مدلل کتاب النشر فی القراءات العشر کے نام سے قراءات عشرہ میں لکھی جو اپنی مثال آپ ہے، پھر اسکی تلخیص تقریب النشر کے نام سے لکھی۔ آپ نے نویں صدی تک قراء کے حالات زندگی پر کتابیں لکھیں جسمیں قرآن کے حاملین کی ایک عظیم تاریخ جمع کر دی۔ طبقات القراء میں آپکی غایۃ النہایہ دو جلدوں میں بہترین کتاب ہے۔ ادعیہ ماثورہ پر ابن الجزری کی حصن حصین آج گھر گھر میں

پڑھی جاتی ہے۔ محقق ابن الجزری کا نام تجوید و قراءت میں حرف آخر بن چکا ہے بعد کے تمام لوگ انہی کے پیروکار ہیں۔ دسویں صدی میں علامہ جلال الدین سیوطی نے علوم القرآن میں ایک معرکۃ الاراء کتاب الاتقان فی علوم القرآن لکھی۔

گیارھویں صدی میں ملا علی قاری نے فن قراءت میں شہرت حاصل کی انہوں نے امام شاطبی کے قصائد کی مفصل شروح لکھیں۔ لامیہ کی شرح ہندوپاک میں چھپ چکی ہے مگر نایاب ہے الرائیہ کی شرح زیر تحقیق وطبع ہے۔

بارھویں صدی میں اتحاف فضلاء البشر لکھی گئی یہ کتاب شیخ احمد البناء کی تصنیف ہے بہت عمدہ کتاب ہے اسمیں دس قراءات متواترہ کے ساتھ ساتھ چار قراءات شاذہ بیان کی گئی ہیں۔ تیرھویں اور چودھویں صدی ہجری میں پھر ایک بار فن تجوید و قراءات کا زور و شور ہوا اور مصر، شام، ترکی، مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ کے علاوہ ہندوستان میں بھی اس فن پر گراں قدر خدمات انجام دی گئیں مصر میں شیخ محمد متولی اور انکے تلامذہ خصوصاً شیخ علی ضباع نے تجوید و قراءات کے فروغ واشاعت پر بہت محققانہ کام کیا۔ آج تجوید و قراءات کی کوئی بھی کتاب اٹھالیں اس پر علی ضباع کی تحقیق و تصحیح موجود ہوگی مصر کے جامعہ ازھر میں معہد القراءات قائم کیا گیا اور اسمیں باقاعدہ قراءات عشرہ کی تعلیم کا اہتمام کیا گیا ہے، جہاں سے علماء قراءات کی ایک بہت بڑی تعداد فیضیاب ہوئی۔ مکہ مکرمہ میں مدرسہ صولتیہ نے تجوید و قراءات کی تعلیم میں تیرھویں صدی میں بہترین کردار ادا کیا۔ موجودہ دور میں جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ میں کلیۃ القرآن بھی قراءات عشرہ کی ترویج واشاعت میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔

زمانہ قدیم میں ہندوستان میں پانی پت، دہلی، لکھنو اور دیوبند تجوید و قراءات کا گہوارہ رہے پانی پت کے شیخ محی الاسلامؒ نے اردو میں شرح سبعہ قراءات تصنیف فرمائی یہ کتاب بھی ابن الجزریؒ کے بعد اپنے دور کی بہترین کتاب ہے۔

پھر انکے تلمیذ خاص قاری فتح محمدؒ نے امام شاطبیؒ کے قصائد کی اردو میں بہترین شروح لکھیں ہیں۔ قاری فتح محمدؒ اور انکے تلامذہ نے ہندوپاک میں تجوید و قراءات اور حفظ قرآن کا وہ مثالی کام کیا ہے کہ تاریخ میں سنہری حروف سے لکھا جانے کے قابل ہے۔ ادھر لکھنو میں قاری عبد المالکؒ اور دیوبند میں قاری حفظ الرحمٰنؒ نے تجوید و قراءات کی تدریس کا فریضہ انجام دیا۔ تقسیم ہند کے بعد لاہور اور ملتان تجوید و قراءات کا مرکز بنے ہوئے ہیں لاہور میں قاری عبد المالک صاحبؒ، قاری عبد العزیز صاحب شوقیؒ، قاری اظہار احمد تھانویؒ، قاری محمد شریف صاحبؒ اور قاری حسن شاہ صاحبؒ اپنے اپنے دور میں فن تجوید و قراءات کے امام رہے۔ ملتان میں قاری رحیم بخشؒ اور قاری محمد طاہر کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ موجودہ دور میں قاری احمد میاں تھانوی، قاری محمد ابراہیم، قاری محمد ادریس عاصم، قاری عبدالرحمٰن ڈیروی (لاہور) اور قاری عبد الملک کی خدمات قابل ذکر ہیں۔

پاکستان میں علم تجوید و قراءت کی اشاعت میں مدارس دینیہ کا کردار

دینی مدارس کے نصاب تعلیم میں علم تجوید کو بنیادی حیثیت حاصل ہے اور وفاق المدارس العربیہ کے درجہ متوسطہ اورثانویہ عامہ میں علم تجوید پر حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی "جمال القرآن" اور حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحب مکیؒ کی "فوائد مکیہ" عرصہ دراز سے شامل نصاب ہیں۔ اس کے علاوہ تجوید و قراءت کی خصوصی تعلیم کیلئے ملک کے گوشہ گوشہ میں تجوید و قراءت کے مدارس کا جال پھیلا ہوا ہے، جہاں حفظ قرآن کے ساتھ ساتھ روایت حفصؒ (یعنی قراءات عشرہ میں سے امام عاصم کوفیؒ کی قراءت بروایت امام حفصؒ) کو تجوید کے ساتھ پڑھانے کا عمومی اہتمام ہے۔

تجوید و قراءت کے بعض بڑے مدارس میں قراءات سبعہ و ثلاثہ یعنی قراءات عشرہ متواترہ کی تعلیم کا خصوصی انتظام کیا گیا ہے۔

تجوید و قراءات کی عظیم درسگاہ جامعہ دار العلوم الاسلامیہ لاہور گذشتہ پچاس سال سے پاکستان میں اس فن کی گراں قدر خدمات انجام دے رہا ہے اس ادارہ کے فضلاء آج دنیا بھر میں تجوید و قراءات کی تعلیم دے رہے ہیں پاکستان کے اکثر مدارس میں دار العلوم کے فاضل قراء مسند قراءت پر جلوہ افروز ہیں۔ لاہور میں تجوید القرآن، دار الترتیل، دار القراء، دار التجوید، دار القرآن اور کلیۃ القرآن کے نام سے کئی ادارے آج بھی مصروف عمل ہیں۔ ملتان، بہاولپور، کوئٹہ، پشاور، کراچی میں بہت سے تعلیمی ادارے علم تجوید و قراءت کا مرکز ہیں۔

تحقیق و ترتیب

رشید احمد تھانوی

مدرس جامعہ دار العلوم الاسلامیہ لاہور

جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ (رجسٹرڈ)

علامہ شبیر احمد عثمانیؒ کے ایماء پر قاری سراج احمدؒ کی قائم کردہ دینی کی وہ عظیم درس گاہ ہے جو ۱۹۴۸ء سے مصروف خدمت ہے۔

اب یہاں الحمدللہ تجوید و قراءات کے ساتھ دورہ حدیث تک وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب کے مطابق تعلیم ہورہی ہے۔ ادارہ کے نصاب تعلیم کو وفاق المدارس کے نصاب میں اس طرح مدغم کیا گیا ہے کہ طالب علم ثانویہ عامہ کے پہلے سال میں تجوید کی روایت حفصؒ مکمل کرلے، ثانویہ خاصہ کے سال دوم کے اختتام پر اس کی سبعہ قراءات مکمل ہوجائیں اور عالیہ کے دو سالوں میں عشرہ قراءات مکمل کرلے۔ اس کے بعد عالیہ (دورہ حدیث) کا نصاب مکمل کرکے ایک طرف مکمل عالم بنے تو ساتھ ہی عشرہ کا بہترین قاری بھی ہو اور اس کو مدرسہ کی اسناد قراءات کے ساتھ وفاق المدارس کی سندات بھی مل جائیں۔

طلباء کو نظام الاوقات کا پابند کیا گیا ہے۔ جس میں ہر کام کے لیے وقت مقرر ہے۔ سونے، جاگنے، پڑھنے، کھانے، کھیلنے اور نماز کے اوقات متعین ہیں۔

طلباء کا داخلہ انٹرویو کے ذریعہ ہوتا ہے ششماہی اور سالانہ امتحانات تحریری لیے جاتے ہیں نیز سالانہ امتحان وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے زیر انتظام ہوتا ہے۔

درس نظامی متوسطہ سے دورہ حدیث تک، حفظ و ناظرہ، تجوید و قراءات سبعہ و عشرہ، اسکول کی مڈل تک تعلیم اور تحقیق و تصنیف نیز انتظامی امور کے لیے کل (۶۵) افراد کا عملہ مصروف خدمت ہے۔

طلباء کی تعداد حفظ و ناظرہ کے درجات میں (۳۱۶) اور درس نظامی متوسطہ سے دورہ حدیث تک نیز قراءات سبعہ و عشرہ اور تجوید للعلماء میں (۳۲۵) اس طرح کل تعداد (۷۴۱) زیر تعلیم ہے

ان میں سے (۳۸۵) طلباء کے قیام و طعام، نقد وظیفہ، درسی کتب مہیا کرنے اور علاج معالجہ کی سہولت کی ذمہ داری دارالعلوم پر ہے۔

الحمدللہ درس نظامی کے سال اول سے اوپر تک تمام درجات کے اکثر طلباء حافظ قرآن ہیں۔

جامعہ کی طرف سے ہر ماہ دینی معلومات پر مشتمل حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا ایک وعظ یا علماء دیوبند کا کوئی ایک کتابچہ شائع کرکے مفت تقسیم کیا جاتا ہے۔

ادارہ اشرف التحقیق میں حضرت مولانا مفتی جمیل احمد صاحب تھانویؒ اور ان کے ہمراہ چار ماہر علماء احکام القرآن کی تدوین کا کام مکمل کرچکے ہیں جس کی ایک جلد شائع ہوچکی ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ کے وصال کے بعد سے علماء جمیل الفتاویٰ اور بعض دوسرے تحقیقی مسائل کی تدوین و

ترتیب میں مصروف ہیں۔

ہر درجہ میں نماز ظہر سے قبل امت مسلمہ کے لیے روزانہ خصوصی دعاؤں کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

مدرسہ کا کوئی سفیر چندہ کے لیے نہیں ہے، نہ جمعہ و عیدین یا جلسہ کے اجتماعات میں چندہ کی اپیل کی جاتی ہے اور نہ ہی چندہ کے لیے مدرسہ یا مسجد میں کوئی بکس رکھا گیا ہے۔ البتہ جو احباب مدرسہ کو ماہانہ عطیات دیتے ہیں ان سے وصولی کے لیے محصل مقرر ہے۔ حکومت کے کسی ادارہ سے کسی قسم کی مالی امداد نہیں لی جاتی۔ اگر آپ اپنا تعاون خود نہ پہنچا سکیں تو مدرسہ میں اطلاع کر دیں محصل جا کر لے آئیگا۔

اس وقت ماہانہ اخراجات تقریباً پانچ لاکھ روپے ہیں۔

یہ تمام مصارف محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مسلمانوں کے زکوٰۃ و صدقات اور عام عطیات سے پورے ہوتے ہیں۔

آپ بھی اس عظیم صدقہ جاریہ میں بھرپور حصہ لے کر اپنے والدین، اعزہ اولاد کے لیے ذخیرہ آخرت فراہم کیجیے۔

الحمدللہ دارالعلوم تعلیمی، تحقیقی اور تبلیغی خدمات میں روز افزوں ترقی کر رہا ہے اس وقت دارالعلوم پانچ مختلف جگہ خدمات انجام دے رہا ہے۔ لیکن اس کے باوجود جگہ کی قلت کام میں بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ جس کے حل کے لیے شہری آبادی سے قریب تر بڑی جگہ کی تلاش جاری ہے بڑی جگہ کے لیے بڑے وسائل کی بھی ضرورت یقینی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں جامعہ دارالعلوم سے محبت رکھنے والے جگہ کی نشان دہی اور وسائل کی فراہمی میں مقدور بھر حصہ لیں گے۔

مجلس منتظمہ و مہتمم جامعہ دارالعلوم اسلامیہ لاہور

مرکزی درس گاہ۔ ۲۹۱ کامران بلاک اقبال ٹاؤن لاہور فون:۔ ۰۶۰-۳۳۸-۵۴۲۲۱۳

شاخ (۱) پرانی انار کلی چرچ روڈ لاہور۔ فون:۔ ۷۳۵۳۷۲۸

شاخ (۲) ۲۴۔ اردو نگر نزد موڑ سمن آباد لاہور

شاخ (۳) دارالفلاح عباس بلاک مصطفیٰ ٹاؤن لاہور فون:۔ ۵۴۱۰۳۱۱

شاخ (۴) مسجد ابوبکر رازی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور

جامعہ دارالعلوم الاسلامیہ کے بینک اکاؤنٹ نمبر

۱۱۰۔ دی بینک آف پنجاب مصطفیٰ ٹاؤن برانچ ۱۲۔ کریم بلاک اقبال ٹاؤن لاہور

۷۔۵۵۷۔۱۱۰۔یو بی ایل لٹن روڈ برانچ لاہور